جناب ریاض الحسن نوری ایم ۔ اے

اسلامی سوشلسٹوں کی اسلام دشمنی

پاکستانی سوشلسٹوں کا مذہب اور ان کے نظریات کا کھوکھلا پن :

پاکستانی سوشلسٹ بعض اوقات یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہم مارکس و لینن کا سوشلزم یہاں نہیں لانا چاہتے ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ کھلم کھلا کمیونسٹ لیڈروں کو ہیرو بنا کر پیش کرتے ہیں ۔ مثلاً "نوائے لینن" نامی کتاب کے چند اشعار ملاحظہ ہوں (دیکھئے صفحہ ۲۳، مطبوعہ ۱۹۷۰ء) ساقی جاوید فرماتے ہیں :

عظیم لینن ، عظیم ہے تو ،
مرے زمانے کا تو مسیحا
مری صدی کا رسول ہے تو

گویا بیسویں صدی کے رسول ، مجدد ، مہدی یا رہبر جو بھی کہہ لیجئے ، وہ ان کے نزدیک لینن صاحب ہیں ۔

اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر حبیب جالب کا ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

عظیم لینن کی رہبری میں دکھے دلوں نے قرار پایا
ملول انسانیت کا چہرہ خوشی کے سورج سے جگمگایا

اسی کتاب ص۲۵ پر عارف متین صاحب لینن کے حضور میں عقیدت کے گیت گاتے ہوئے روسی سوشل سامراج کے تمام دنیا پر قابض ہو جانے کی خواہش کو یوں بیان کرتے ہیں :

تری بسائی ہوئی جنت اب بھی ہے آباد
حدود جس کی ہوئی جا رہی ہیں عالمگیر

صفحہ ۸۸ پر فرماتے ہیں:

اب بخارا و سمرقند کی راہوں سے نسیم　　　لایا کرتی صبح دم بہاروں کے پیام!

یہ لوگ پاکستان کے سبز پرچم کو بلند کرنے کی بجائے سرخ پرچم کو بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ثبوت کیلئے اسی کتاب کے صفحہ ۶۰ پر شعر ملاحظہ ہو ؎

سرخ پرچم اونچا ہوا انقلاب زندہ باد
انقلاب زندہ باد! انقلاب زندہ باد!

سوشلزم اور جرائم میں اضافہ!

ایک طرف تو روسی لیڈروں کی عزت دل میں بٹھائی جاتی ہے اور دوسری طرف عیارانہ پروپیگنڈے میں قرآن کی آیات کا غلط ترجمہ کر کے غلط نظریات پھیلائے جاتے ہیں اور لینن کا بنیادی مقصد پورا کیا جاتا ہے۔ مثلاً روزنامہ مساوات نے ۸ رمئی ۱۹۷۱ء کو ایڈیٹوریل نہیں بلکہ قرآن کے ساتھ شرمناک کھیل کھیلتے ہوئے بہت سی آیات کا غلط ترجمہ اور مفہوم بیان کیا۔ آج کل ذاتی ملکیت کی نفی کر کے لوگوں میں ایسے نظریات پھیلائے جا رہے ہیں جن سے لوٹ مار، چوری وغیرہ کی وارادات میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ کوئی کسی چیز کا مالک نہیں ہے اور اس سے چوری اور رشوت کے لئے تحریص پیدا ہوتی ہے۔ اس ایڈیٹوریل میں ان آیات کا ترجمہ یوں غلط درج ہے مثلاً:

"ذرائع رزق ہر ضرورت مند کے لئے یکساں طور پر کھلے رہیں گے، ان پر کسی ذاتی ملکیت کا سوال پیدا نہیں ہوتا" (۱۲/۱، ۵۵/۱۰)

"خدا کی اونٹنی خدا کی زمین میں (کھلے بندوں) چرے گی" (۱۱/۶۴) وغیرہ

غرض قرآن کی معنوی تحریف کی جا رہی ہے۔

مندرجہ بالا ایک قول میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو ایک معجزہ کے طور پر پیدا ہوئی تھی اور جب قوم ان پر ایمان نہ لائی تو وہ لوگوں پر بطور عذاب مسلط کر دی گئی۔ آج نہ تو کوئی پیغمبر ہمارے سامنے ہے نہ لوگوں نے معجزہ کا مطالبہ کیا ہے، نہ آج کسی انسان یا جانور کی پیدائش بطور معجزہ ہوئی ہے۔ اس لئے اس کو یوں سیاق و سباق سے الگ کر کے بیان کرنے کا مقصد

اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ لوگ دوسروں کی اشیاء کی حرمت کا خیال چھوڑ دیں اور دوسروں کی املاک پر قبضہ کرنا شروع کر دیں۔ اس کے لئے چاہے انہیں مکانوں میں چوری کرنا پڑے یا شاہراہوں پر ڈاکے مارنے پڑیں، ان کے لئے جائز ہے کیونکہ جب اونٹنی کو بھی اجازت ہے کہ جہاں چاہے چرتی پھرے پھر انسان کو کیوں جائز نہیں؟

قرآن میں اس کے متعلق ہدایت موجود ہے کہ اگر کسی کے جانور دوسرے کی کھیتی چر لیں تو اسکا فیصلہ کیسے کیا جائے۔ مگر سوشلسٹوں کا مقصد قرآن کی تعلیم نہیں بلکہ دھوکہ سے اپنے باطل مذہب کی تائید ہے اسی وجہ سے مساوات نے اصل آیت کو بیان نہیں کیا جس میں خاص کھیتی چرنے کا ذکر ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"وداود وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاھدین ○ ففہمناھا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما" (الانبیاء: ۷۸، ۷۹)

یعنی حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ دونوں اس کھیتی کا فیصلہ کر رہے تھے جس میں رات کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں جا پڑیں اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔ سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمانؑ کو دی اور یوں ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا۔

ابن جوزی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی بکریاں دوسرے کی کھیتی رات کو چر گئیں اور مقدمہ حضرت داؤدؑ کے پاس گیا۔ حضرت داؤدؑ نے تاوان کے طور پر کھیتی والے کو دوسرے کی بکریاں دلوانے کا فیصلہ کر دیا۔ اس پر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ دوسری صورت بھی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ کھیت والے کے سپرد بکریاں کر دی جائیں اور اتنے عرصے میں بکریوں والے کھیتی کو کاشت کر کے اس حالت پر لے آئیں جس پر کہ وہ چرنے سے پہلے تھی۔ اس کے بعد کھیتی والا کھیتی لے لے اور بکریوں والے اپنی بکریاں لے لیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ کھیتی کا نقصان بکریوں کی قیمت کے برابر تھا اور حضرت داؤدؑ کا فیصلہ بھی درست تھا۔ لیکن حضرت سلیمانؑ نے دوسری صورت تجویز کی جو مصالحت کے طور پر جانبین کی رضامندی سے عمل پذیر ہوئی۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے تفسیر ماثور کو جاننا بھی ضروری ہے۔

غرضیکہ دونوں فیصلوں میں بکریوں والوں کو ہرجانہ دینا پڑا۔ چنانچہ قرآن کی رو سے اسلامی سوشلسٹ جھوٹے اور مفتری ٹھہرے جن کے افتراء سے کتاب الٰہی بھی محفوظ نہیں ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ پاکستان کے وفاقی وزیر شیخ رشید نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ جس کے پاس دولت

نہیں ہے وہ اس کی جیب کاٹ سکتا ہے جس کے پاس دولت ہے - اس پر نوائے وقت، نے سرراہے" میں بڑی لے دے بھی کی تھی - بھلا جب حکومت کے وزرار بھی جیب کاٹنے کے مشورے دیں گے تو ملک میں جیب تراشی، چوری اور رشوت کے واقعات میں زیادتی کیوں نہ ہو گی!

فساد اور غارت گری کا ابلیسی صحیفہ!

لینن نے ۱۶ راکتوبر ۱۹۰۵ء کو ایک ہدایت نامہ جاری کیا جس کا اقتباس درج ذیل ہے:

"نوجوانوں کے پاس جاؤ، تین، دس یا تیس کے لڑنے والے جتھے بنالو - یہ لوگ اپنے کو جس ہتھیار سے لیس کر سکتے ہوں کر لیں - چاہے چاقو ہو، پستول ہو یا مٹی کے تیل میں بھیگا ہوا آتش زنی کے لئے چیتھڑا ہو . . . .

. . . ان کاموں کے لئے پارٹی ممبر ہونے کی شرط کو ضروری قرار نہیں دینا چاہیئے - مسلح بغاوت کے لئے یہ شرط رکھنی لغو ہے - تمہیں بڑے پیمانے پر پروپیگنڈہ کرنا چاہیئے . .

. . . جتھوں کو فی الفور فوجی ٹریننگ لینی شروع کر دینی چاہیئے - کچھ یہ کریں کہ وہ کسی جاسوس کو قتل کرنے یا تھانہ کو اڑا دینے کی ذمہ داری لے لیں اور دوسرے لوگ بنک پر حملہ کریں تاکہ بغاوت کے لئے روپیہ حاصل ہو سکے -

. . . ہر گروپ کو سیکھنا چاہیئے چاہے وہ کسی سپاہی کی پٹائی کر کے ہی سیکھیں - اس طرح سے سینکڑوں لڑنے والے تیار ہو جائیں گے جو کل کو دیگر ہزاروں کی رہنمائی کی رہنمائی کریں گے۔"

فروری ۱۹۷۵ء میں پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں کے ہوسٹلوں اور کالج کے ہوسٹلوں سے جو اسلحہ برآمد ہوا وہ بھی لینن کی مذکورہ بالا ہدایات اور لینن کے مداحوں اور سوشلزم کے پروپیگنڈا کا

لہ اس ہدایت نامہ کا مقابلہ مشرقی بنگال میں سوشلزم کا نعرہ لگانے والوں مجیب اور بھاشانی کی سرگرمیوں سے کیجئے - یہ دونوں ہی سوشلزم کے دعویدار تھے -

اسی طرح ۱۹۷۴ء کے ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں جو عبادت اور استغفار کا عشرہ ہے جن لوگوں نے ملک گیر دھماکے کرنے شروع کئے، ظاہر ہے کہ وہ روزے رکھنے والے اور نمازیں پڑھنے والے نہیں تھے - وہ صرف لینن کے پیرو ہو سکتے ہیں جن کے نزدیک رمضان کا احترام بے معنی ہے -

رہینِ منت ہے۔ سرحد میں تو خیر قبائلیوں اور پٹھانوں کی آپس کی ذاتی دشمنیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے بہت سے طالبِ علم مجبوراً اپنی جان کی حفاظت کے لئے بھی اسلحہ پاس رکھتے ہیں۔ مگر پنجاب اور سندھ کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اسلحہ سوشلزم کے پروپیگنڈہ کی وجہ سے ہی اتنے وسیع پیمانے پر موجود پایا گیا۔

نوائے وقت مؤرخہ ۲۳ر فروری ۱۹۷۵ء کے ایڈیٹوریل بعنوان "دانش گاہوں اور تعلیمی اداروں میں اسلحہ" کے عنوان سے یوں لکھتا ہے:

> "بلکہ امرِ واقع یہ ہے کہ سرکار دربار میں شامل نام نہاد ترقی پسندوں اور ثقافتیوں کی لابی خود بالواسطہ اسی رجحان کی طرف دار رہی ہے۔ . . . . گذشتہ تین سال سے ملک میں بائیں بازو کی سیاست کو جس کا نعرہ "انقلاب بذریعہ بندوق" کے سوا کچھ نہیں۔ فروغ دینے میں ہمارے ارباب اقتدار کی حد سے زیادہ رواداری اور ان سے منسلک نام نہاد ترقی پسند دانشوروں اور سیاست دانوں کی خواہش کو بھی دخل رہا ہے۔ اب تعلیمی اداروں میں موجود ان کے چیلے چانٹے سٹین گن، بندوقیں اور دستی بم کو اپنا زیور نہ سمجھیں تو اور کیا کریں۔ چنانچہ گذشتہ تین چار سال کے واقعات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ایسے طلبار نے بات بات پر بندوق اور پستول کو استعمال کیا۔ ان حالات میں مخالف نظریات کے طلبار بھی مجبور ہو گئے کہ ہتھیاروں کا سہارا لیں . . . حال ہی میں لاڑکانہ کالج کے نیک نام اور ذہین پرنسپل کو دو طالب علموں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اس قتل کے محرکات بھی سیاسی ہو سکتے ہیں"

نوائے وقت مؤرخہ ۲۴ر فروری ۱۹۷۵ء کے مطابق مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری ملک محمد قاسم نے اخباری کانفرنس میں کہا کہ:

> "ان کے نزدیک تعلیمی اداروں سے اسلحہ کی برآمدگی عراقی سفارت خانہ سے برآمد کردہ اسلحہ کی طرح کا ایک ڈرامہ ہے اور سب سے بڑا خدشہ یہ ہے کہ ہر طبقہ میں پیپلز پارٹی نے اسلحہ بانٹا تھا۔ اس لئے اب حکومت کو یہ خدشہ ہے کہ کہیں یہ اسلحہ خود حکومت کے خلاف استعمال نہ ہو۔ چنانچہ اب پیپلز پارٹی کے بجائے طلبار کو پھنسایا گیا ہے"

پچھلے چند سال سے چوریوں اور ڈاکوں میں اضافہ!

حال ہی میں اخبارات میں لاہور اور کراچی کی شاہراہ پر اور شیخوپورہ روڈ پر بسوں یا ٹرکوں کو لوٹنے

اور ڈرائیوروں کو قتل کرنے کی خبریں چھپی تھیں۔ پاکستان ٹائمز نے بھی چوریوں اور ڈاکوں کے بڑھتے ہوئے رجحانات پر تشویش کا اظہار کیا۔ مساوات نے بھی ایک ایڈیٹوریل لکھا جس میں کہا کہ پچھلے دو ماہ سے چوریوں اور ڈاکوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور اس کی ساری ذمہ داری حکومت پر ڈالی۔ اب مؤرخہ ۵ ستمبر ۱۹۷۱ء کے مساوات کے اپنے رپورٹر کی خبر سنئے:

"لاہور چار ستمبر (اسٹاف رپورٹر) لاہور کی تمام اضافی بستیوں خصوصًا بادامی باغ بیگم کوٹ اور مسلم کالونی میں چوری اور نقب زنی کی وارداتوں میں تشویشناک اضافہ ہوا ہے۔ بادامی باغ کے سینکڑوں افراد نے ایک تحریری درخواست میں علاقے میں چوری اور نقب زنی کی وارداتوں میں تشویشناک اضافہ اور وارداتوں میں پولیس کی ناکامی کو شرمناک کارکردگی قرار دیا ہے . . .

. . . بیگم کوٹ کے باشندوں نے بتایا کہ علاقے میں رات کو روزانہ چوری کی تین چار وارداتیں ہوتی ہیں۔"

ان دنوں سے لے کر تا دم تحریر چوریوں میں مزید اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ اخبارات اس بات کے گواہ ہیں۔ اب تو بنکوں اور ریل گاڑیوں میں بھی ڈاکے پڑنے لگ گئے ہیں۔ جرائم میں زیادتی کی اصل وجہ یہ ہے کہ الیکشن کے بعد سے سوشلسٹوں نے پروپیگنڈے کی ایک زبردست تحریک شروع کر رکھی ہے جس میں بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ انفرادی ملکیت قرآن کے خلاف ہے۔ آیات کے غلط ترجمے اور تشریحات سے لوگوں کے دلوں میں یہی بات اٹھائی جا رہی ہے۔ مثلاً مساوات کے ۸ مئی کے ایڈیٹوریل کے بعد اور مضامین کے علاوہ ۴ ارجون ۱۹۷۱ء کو فقیر بخش بگٹی کا مضمون بھی چھپا۔ پھر ۲۱ راگست ۱۹۷۱ء کو مقصود گیلانی کا مضمون چھپا جس کا عنوان ہے کہ "اسلام کے معاشی نظام میں انفرادی ملکیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔"

ظاہر ہے اس پروپیگنڈے کا اثر لوگوں پر ہونا لازمی تھا۔ آج کل پروپیگنڈہ کو جو عظیم اہمیت حاصل ہے، سب کو معلوم ہے۔ اس کے ذریعے سے جھوٹ کو سچ کر دکھایا جاتا ہے۔ اسلام کے خلاف مستشرقین کے پروپیگنڈہ ہی کی وجہ سے اسلام یورپ میں کما حقہ نہ پھیل سکا اور مسخ کردہ عیسائیت سرمایہ داری، مادہ پرستی، حکومتی سرمایہ دارانہ نظام اور سوشل سامراجی نظریات پھیلاتے رہے۔

مشہور فلسفی اور بقول "نصرت" سوشلسٹ مصنف اور عظیم ہستی یعنی برٹرینڈ رسل جن کو ہفت روزہ لیل و نہار نے ۲۲ رفروری ۱۹۷۰ء کے شمارے میں امن، انصاف اور آزادی کا عظیم

مبلغ قرار دیا اور سرخی کے تحت ان پر مضمون لکھا تھا اور جن کو بھٹو، قصوری اور مجیب کے علاوہ بھاشانی زبردست خراج عقیدت پیش کر چکے ہیں اور ان کی بخشش کی دعا بھی کر چکے ہیں ۔ یہی برٹرینڈ رسل لینن کے دور حکومت میں روس کا دورہ کرنے کے بعد بالشویکوں کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"وہ رشوت لینے یا شراب میں بدمست ہونے والوں کو سزا دینے میں بے رحم اور سنگدل ہیں ، چاہے ملزم افسر ہی کیوں نہ ہوں[۱] ۔ مگر انہوں نے نظام ہی ایسا بنایا ہے جس میں کہ خود بخود معمولی باتوں میں بھی رشوت لینے کی زبردست رغبت ، دلفریبی اور تحریص پیدا ہوتی ہے اور ان کا مادی نظریہ بھی ان کو یہی رغبت دلاتا ہے کہ ایسے نظام میں رشوت ستانی اور بے ایمانی محیط ہو ۔"

موصوف کے آخری فقرے ان کے خاص اپنے الفاظ میں یوں ہیں :

"BUT THEY HAVE BUILT UP A SYSTEM IN WHICH THE TEMPTATIONS TO PETTY CORRUPTIONS ARE TREMENDOUS, AND THEIR MATERIALISTIC THEORY SHOULD PERSUADE THEM THAT UNDER SUCH A SYSTEM CORRUPTION MUST BE RAMPANT."

(P-35. THE PRACTICE AND THEORY OF BOLSHEVISM)

مشہور عالم کمیونسٹ لیڈر جیلاس جس نے کمیونسٹ گوریلوں کے کمانڈر کی حیثیت سے لڑائیاں بھی لڑی ہیں اور جیلیں بھی کاٹی ہیں اور جسے آخر کار یوگوسلاویہ کا وائس پریذیڈنٹ بھی بنایا گیا تھا ، اپنے تجربات یوں بیان کرتا ہے :

"کمیونسٹ سسٹم میں چوریاں اور بے ایمانیاں — THEFTS AND

---

[۱] یہ طریقہ زیادہ تر ان لوگوں کے خلاف استعمال کیا گیا جو ان کے سیاسی حریف تھے یا جو اعلیٰ عہدیداروں کے ہر حکم پر آمنا و صدقنا نہیں کرتے تھے یا جن کے متعلق وہم تھا کہ شاید آئندہ ہمارے ہر ڈکٹیٹرانہ حکم کو ماننے میں پس و پیش کریں ۔

(MISSAPPRORIATIONS - لازمی (INEVITABLES) ہیں - بات صرف اتنی نہیں کہ غربت کی وجہ سے لوگوں کو قومی ملکیت سے چوری کی تحریض پیدا ہوتی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ نظریاتی طور پر ملکیت کی نفی سمجھی جاتی ہے - غرضیکہ چوری اور بیکار ضائع (WASTE) کرنے کی فضا پیدا ہو جاتی ہے ۱۹۵۴ء میں محض یوگوسلاویہ میں سوشلسٹ ملکیت کے چوری کے بیس ہزار واقعات علم میں آئے[1] - کمیونسٹ لیڈر قومی ملکیت کو بالکل اپنا ذاتی مال سمجھتے ہوئے اس پر تصرف کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اسے ضائع اس طرح کرتے ہیں کہ گویا وہ غیر کا مال ہو - سوشلسٹ نظام میں ملکیت کا انداز ہی کچھ ایسا ہے۔" (P.113 THE NEW CLASS BY MILOVAN DJILAS)

پاکستان کے ترقی پسندوں کا ایک اور کارنامہ !

ملتان میں بھاشانی اکیڈیمی قائم کی گئی اور اس کی طرف سے ایک اور کتاب شائع کی گئی جس کا نام سماج کا ارتقاء ہے - مصنف کا نام کلیم اللہ درج ہے - اس میں یوں لکھا ہے :

"بربری نظام میں ایک ملک کے باشندے قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے، اور وہاں خدا بھی کئی ہوتے تھے - جاگیرداری نظام میں ایک بادشاہ کے تحت مرکزیت پیدا ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ دیوتا یا خدا کا تصور بھی ترقی پاتا ہے (ص ۱۰۶، ۱۰۷)

. . . جن جن ممالک میں مشین کا دخل ہو رہا ہے - مذہبی اعتقادات کا اس پر اثر ہو رہا ہے - یہ چیز ہم اپنے ملک میں خود بھی اچھی طرح دیکھ اور محسوس کر سکتے ہیں . . . لیکن جب سے سائنس کا عمل دخل ہوا ہے اور اس کی ترقی نیچر پر انسانی اقتدار کو بڑھاتی ہے (ص ۲۱۵) . . . انسان کے اس کھیل پر کہ نیچر کو کوئی اعلیٰ ارفع ہستی چلاتی ہے خاصی ضرب لگتی ہے" (ص ۲۱۴)

. . . مشین اس کی غلامی میں آجائے گی اور زندگی میں بھوک اور جنگ و جدل سے نجات مل جائے گی تو اسے آئندہ زندگی کے رنگین خوابوں کی ضرورت

---

[1] اور جو ریکارڈ میں نہیں وہ بھی بیس ہزار سے زیادہ ہی ہوں گے کیونکہ سب لوگ نہیں پکڑے جاتے۔

نہ ہوگی اور اس غیر طبقہ واری سماج میں مذہب کی ضرورت نہ رہے گی" (صفحہ ۲۶۸،۲۶۹)

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ پاکستان کے اکثر نام نہاد ترقی پسند بھی دراصل اپنا بنیادی مقصد لینن کے قول کے مطابق کفر پھیلانے ہی کو سمجھتے ہیں مگر اس کے لئے یہ اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے سارا پروپیگنڈہ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ آسانی سے گمراہ کر سکیں۔ ان کے اس رویہ سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے کہ منافقین کیوں کفار سے بدتر ہوتے ہیں۔ اور قرآن میں ان کے متعلق یہ کیوں کہا گیا ہے کہ یہ لوگ دوزخ کے سب سے نچلے حصے میں ہونگے

یہ لوگ موضوع احادیث لکھ کر راستوں پر لگاتے ہیں۔ مثلاً بیڈن روڈ لاہور پر یہ حدیث وضع کرکے لگائی گئی تھی کہ:

کلمہ گو کو کافر کہنے والا خود کافر ہے!

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا کہ بعض کلمہ گو بھی منافق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے عوام کی آسانی کے لئے اس کا اعلان بھی کر دیا تھا تاکہ آئندہ عوام گمراہ لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمؤمنین۔ یخدعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون" (البقرۃ ۹،۱۰)

"اور لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں۔ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں (یعنی محض چالبازی کی راہ سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اور واقع میں کسی سے بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات سے مگر وہ اس کا شعور نہیں رکھتے"

یہ لوگ مسلمان زعماء کی بجائے لینن اور مارکس جیسے کافروں کی عزت بڑھانا چاہتے ہیں اور ان کی تعریف میں نظمیں گاتے ہیں۔ مشرقی پاکستان کے سوشلسٹ بنگالی ہندوؤں کو دوست سمجھتے ہیں اور مغربی پاکستان کے عام مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہیں[1] اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] اگر ہمارے بنگالی بھائیوں کو کوئی شکایت ہے بھی تو وہ حکومت کے کارپردازوں سے ہونی چاہیے بھلا مغربی پاکستان کے ایک عامی کا اس میں کیا قصور؟ اور حکومت میں بنگالی اور غیر بنگالی سب ہی شامل رہے ہیں۔

"وبشر المنافقين بان لهم عذابا اليما الذين يتخذون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ايبتغون عندهم العزة فان العزة لله جميعا" (النساء: ۳۸، ۱۳۹)

ترجمہ:

منافقین کو خوش خبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے بڑی دردناک سزا ہے۔ جن کی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں، مسلمانوں کو چھوڑ کر، کیا وہ اپنے لئے عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔

اگر منافق لوگ قسم کھا کر بھی کلمہ پڑھیں تو بھی یہ مومن نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

"ويحلفون بالله انهم لمنكم وما هم منكم ولكنهم قوم يفرقون ۝ (التوبۃ: ۵۶)

ترجمہ:

اور یہ منافق لوگ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں۔ حالانکہ واقع میں وہ تم میں سے نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ منافقین اپنے آپ کو مومن کہہ کر یعنی ایمان کی ڈھال بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں:

"اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله" (المنافقون: ۲)

کہ انہوں نے اپنے ایمان کو ڈھال بنا کیا ہے اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔"

ناظرین کو یاد ہوگا کہ پاکستان کے چوٹی کے علماء نے الیکشن سے پہلے واضح کر دیا تھا کہ سوشلزم ایک کافرانہ نظام ہے۔ پس اس کے نام لیواؤں کو ووٹ دینے کے بجائے ان لوگوں کو ووٹ دیئے جائیں جو سوشلزم کے بجائے قرآن و سنت کے مطابق حکومت کا کاروبار چلانے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس فتویٰ کی تائید میں حجاز کے علماء کا فتویٰ بھی شائع ہوا تھا۔

اس پر سوشلزم کا نام لینے والوں نے بڑی دہائی دی کہ جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں ان کو کیسے کافر کہا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ان لوگوں نے علماء کو بہت بدتمیزی کی باتیں کہیں۔ مساوات نے سرخی

جمائی کہ:

"فتویٰ فروش مولویوں کو آج ایک ٹھوکر اور لگائی جائے گی"

. . . اور آج یہی دہائی دینے والے انسانی تاریخ سے لے کر اب تک جتنے پیغمبر آئے ہیں اور جتنے بھی مسلمان ہوئے ہیں، سب پر کفر کا فتویٰ داغ رہے ہیں (نعوذ باللہ)

روزنامہ مساوات، مؤرخہ ۱۴ رجون ۱۹۷۱ء میں فقیر بخش بگٹی اپنے ایک مضمون "زمینداری قرآن کے منافی ہے" اس میں یوں لکھتے ہیں:

". . . اس کا بھی یہ مطلب ہوا کہ صالحیت کی ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ زمین فرد کی ملکیت نہیں ہو سکتی ہے اور جو لوگ اس پر اپنی ملکیت اور اس حق ملکیت کو اپنی اولاد کو منتقل کرنے کا رواج قائم کرتے ہیں وہ چاہے مسلمانی کے لاکھ دعوے کریں، سنت انبیاءؑ اور ضابطہ الٰہی کی اطاعت سے بدیہی طور پر انکاری ہیں اور احکام الٰہی سے انکار کرنے والوں ہی کو قرآن نے کافر قرار دیا ہے"

تاریخ اور حدیث سے ثابت ہے کہ پیغمبرؐ وراثت کے مقدمے فیصل فرماتے رہے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ کے بعد ان کی جائداد وراثت میں تقسیم ہوتی رہی۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوڑی ہوئی زمین میں سے حصہ مانگنے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ خود حضرت علیؓ کی زمین آپ کے بعد آپ کی اولاد کو ملی۔ تو کیا اس کفر کے فتویٰ کی زد میں یہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہیں آتے؟ (معاذ اللہ!) . . . اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی وراثت کے فیصلے فرماتے رہے تو کیا ان ناکندہ تراش گستاخوں کے فتویٰ کی زد میں (بخاکم بدہن) خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں آجاتے؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!)

کیا کوئی مسلمان ایسے الفاظ اپنی زبان سے نکال سکتا ہے؟ کیا ان مساواتِ محمدی کا منافقانہ نعرہ لگانے والوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان ہے؟

ہم بھٹو صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ایسے فتوے دینے والوں کو ابھی تک ٹھوکر کیوں نہیں لگائی گئی؟

ہم ان بعض علماء سے بھی پوچھتے ہیں جو کہ ہمارے اکابر کے فتویٰ دینے پر ناراض ہوئے تھے کہ اب کیوں ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی؟ کیا ان کے نزدیک بعض، صحابہ کرامؓ اور خود حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قابل احترام ہیں؟ العیاذ باللہ!

پھر جب لینن خود ہی اعلان کر رہا ہے کہ قانونی اور اصولی طور پر ہر سوشلسٹ منکر خدا ہوتا ہے[1]، تو علماء نے بھی تو یہی کہا تھا کہ اگر تم اپنے کو سوشلسٹ کہتے ہو تو خود ہی اپنے آپ کو منکر خدا کہتے ہو۔ علماء نے تو لینن کے قول کا قول دوہرایا اور یہ برا مان گئے۔ یہ لینن سے بھی مخلص نہیں ہیں۔

پھر یہ بھی قابلِ غور امر ہے کہ علماء پر کیچڑ اچھالنے اور ان پر من گھڑت فتوے لگانے سے بغربوں کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ وہ تو بیچارے روٹی کپڑا اور مکان کے چکر میں اور بھی زیادہ اسیر ہو کر رہ گئے ہیں اور یہ حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہاں اگر آنکھیں اور کان بند کر لئے جائیں تو یہ دوسری بات ہے۔ ہم خوب سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ سوشلزم کو اس ملک میں رواج دینے اور اس کے بنیادی مقصد کو پورا کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے جو کہ لینن کے اعلان کے مطابق کفر پھیلانا ہی ہے۔

نوائے وقت مؤرخہ ۲۳ر فروری ۱۹۷۵ء کے ایڈیٹوریل میں لکھتا ہے:

"ریڈیو پاکستان پشاور کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر احمد فراز کو چند ماہ قبل ان کی انبیاء کرام علیہم السلام آسمانی صحیفوں کی شان میں شاعرانہ گستاخیوں کی پاداش میں عہدہ سے الگ کر دیا گیا تھا۔ حکومت کو یہ اقدام عام مسلمانوں کے جذبات کے پیش نظر اٹھانا پڑا تھا اس ضمن میں قومی اسمبلی میں بھی یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ اس شخص کو دوبارہ ملازمت پر بحال نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اب یہ اطلاع آئی ہے کہ اسے اب نیشنل سنٹر پشاور کا ریزیڈنٹ مقرر کر دیا گیا ہے۔"

مندرجہ بالا واقعہ یہ بات ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ہمارے صاحبان اقتدار اگر عوامی مطالبہ کے پیش نظر کوئی معمولی سی سزا اسلام دشمن عناصر کو دیتے بھی ہیں تو محض مجبوری سے دکھاوے کے طور پر ایسا کرتے ہیں ورنہ ان کا بنیادی مقصد لینن کی ہدایات کے بموجب کفر پھیلانا ہی ہے۔ اس کے لئے ایسے پروپیگنڈا کرنے والوں کو بھاری تنخواہوں پر افسر بنایا جاتا ہے۔ اگر عوامی ردِعمل کے تحت ان کو الگ کیا بھی جاتا ہے تو یہ منافقانہ چال ہوتی ہے اور کچھ عرصہ بعد یہ خیال کرتے ہوئے کہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے، ایسے لوگوں کو دوبارہ اسی کے مثل جگہ پر کھپا دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنا مذموم فعل یعنی اسلام کے خلاف نظریات کا پروپیگنڈا جاری رکھ سکیں۔ اور اس بنیادی مقصد کے حصول کی خاطر اسمبلی میں کئے گئے وعدے بھی توڑ دیئے جاتے ہیں۔

---

[1] صفحہ ۸ لینن آن ریلیجن، مزید دیکھئے مکمل تصنیفات کی جلد نمبر ۱۰، مطبوعہ ماسکو۔